

مسجد کا مقام اور اس کی تعمیر کا ثواب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا (الجن: 19)

اور یقیناً مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔

خدا سے چاہیے ہے لو لگانی
کہ سب فانی ہیں پر وہ غیر فانی
وہی ہے راحت و آرام دل کا
اُسی سے روح کو ہے شادمانی

معزز سامعین! گزشتہ کچھ دنوں سے اسلامی اصطلاحات پر بات ہو رہی ہے۔ اس سلسلہ میں آج باری ہے مسجد کی۔ کیونکہ پاکستان میں قانوناً ہم احمدیوں کو اپنی عبادت گاہوں کو نہ مسجد کہنے، بولنے اور لکھنے کی اجازت ہے اور نہ انہیں مسجد کے نام سے تعمیر کر سکتے ہیں، نہ محراب، نہ ہی گنبد اور نہ ہی مینارے بنانے کی اجازت ہے بلکہ ایک منظم مہم کے تحت ہماری سینکڑوں مساجد کے مینار اور محراب مسمار کر دیے گئے۔ ہم اپنی عبادت گاہوں کو بیت یا بیوت لکھنے اور کہنے پر مجبور ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مساجد کی بہت سی برکات کا ذکر فرمایا ہے جیسا کہ

مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ تَعَالَى يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَذَكَّرُونَ أَسْوَنَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَعَشِيَتْهُمْ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمْ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ

(سنن ابی داؤد باب ثواب تلاوت القرآن)

کہ جو بھی قوم (جماعت) اللہ کے گھروں یعنی مساجد میں سے کسی گھر یعنی مسجد میں جمع ہو کر کتاب اللہ کی تلاوت کرتی اور باہم اسے پڑھتی پڑھاتی ہے اس پر سکینت نازل ہوتی ہے، اسے اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے، فرشتے اسے گھرے میں لے لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کا ذکر ان لوگوں میں کرتا ہے، جو اس کے پاس رہتے ہیں یعنی مقررین ملائکہ میں۔

آخری زمانہ کی علامات میں مساجد کے حوالہ سے یہ بھی حدیث ملتی ہے کہ امام مہدی کے نزول کے وقت مسجدیں آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی اور ویران۔ عربی الفاظ یوں ہیں:

يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى مِنَ الْإِسْلَامِ إِلَّا اسْمُهُ وَلَا يَبْقَى مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا رُسْمُهُ، مَسَاجِدُهُمْ عَامِرَةٌ وَهِيَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدَى عُلَمَاءُهُمْ شُرٌّ مِنْ تَحْتِ أَوْيَمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَفِيهِمْ تَعْوُدٌ۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الثالث، صفحہ 38)

اب ان دونوں احادیث کو تقابلی انداز میں دیکھیں تو پہلی حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت گاہ کے لئے بیت یا بیوت کا لفظ استعمال فرمایا ہے جس کے معنی گھر کے ہوتے ہیں یعنی اللہ کا گھر۔ خانہ کعبہ کے لئے بھی ”بیت اللہ“ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ جبکہ دوسری حدیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت گاہ کے

لئے مسجد کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ مسلمانوں کی مساجد نمازیوں سے آباد تو ہوں گی مگر ہدایت نام کی کوئی چیز نظر نہ آئے گی۔ ہم آئے روز انہی مساجد سے حکومت اور دوسرے فرقوں کے خلاف مظاہرے نکلتے دیکھتے ہیں۔ آج کل ہمیں سوشل میڈیا پر مساجد کے منبرز سے علماء کے جو خطبات اور خطابات کے کلیپس (Clips) سننے کو ملتے ہیں۔ ان سے ایک مذہب اور فرقہ کی دوسرے کے خلاف نفرت، دشمنی اور ہنگامہ آرائی کی تعلیم ملتی ہے اور ہر جمعہ کو مولوی نمازیوں کو لے کر جلوس کی شکل میں باہر آجاتے ہیں۔ حکومت وقت کے خلاف، کبھی کسی ادارے کے خلاف، کبھی کسی فرقہ کے خلاف اور کبھی اپنے ناجائز مطالبات منوانے کے لئے اور پھر توڑ پھوڑ اور حکومتی املاک کو نقصان بھی پہنچاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وجہ سے فرمایا کہ آخری دور میں مساجد آباد ہوں گی، نمازی کثرت سے نظر آئیں گے مگر ہدایت و رشد کا کوئی سبق نظر نہیں آئے گا۔ قرآن کے الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ زبان سے تو اللہ کی کتاب قرآن کریم کی تلاوت سنائی تو دے گی مگر حلق سے نیچے نہیں اتریں گے اور عمل سے بے بہرہ ہوں گے۔

ان کے مقابل پر بعض فرقوں کو اپنی عبادت گاہوں جن کو مساجد کہنے کی اجازت نہ ہوگی یعنی جماعت احمدیہ کو۔ وہاں امام اور اس کے مقتدی یعنی نمازی اپنی بیوت میں جمع ہوں گے وہاں اللہ کی کتاب پڑھیں گے یعنی تلاوت کریں گے اور آپس میں مل بیٹھ کر درس بھی دیں گے اور معارف و حقائق بکھیریں گے۔ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے جو انعام ہوں گے وہ یہ ہیں۔

- ان پر سکینت نازل ہوگی
- انہیں اللہ کی رحمت ڈھانپ لے گی
- فرشتے انہیں گھیرے رکھیں گے
- اللہ تعالیٰ ان کا ذرا اپنے پاس مقررین فرشتوں میں کرتا رہے گا

یہ وہ چار انعام خداوندی ہیں جن کا اوپر احادیث میں ذکر ہے۔ قرآن کریم نے عبادت الہی کے لئے تعمیر ہونے والے پہلے مرکز کو بھی بیت کے نام سے ہی موسوم کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ (آل عمران: 97)

یعنی یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بککے میں ہے۔ (وہ مبارک اور باعث ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔

سب خیر ہے اسی میں کہ اس سے لگاؤ دل
ڈھونڈو اسی کو یارو! بتوں میں وفا نہیں

سامعین! جیسا کہ ہم اوپر سن آئے ہیں کہ پاکستان میں چونکہ احمدیوں کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے روک دیا گیا ہے اور وہ اپنی عبادت گاہوں کو ”مساجد“ کے الفاظ سے یاد نہیں کر سکتے ہیں اس لئے جماعت احمدیہ نے خانہ کعبہ کی اقتداء میں اپنی عبادت گاہوں کے لئے ”بیوت“ کا لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا ہے اور حقیقت میں دو اور دو۔ چار کی طرح یہ انعام خداوندی کے وارث جماعت احمدیہ اور اس کے ماننے والے ہیں۔ جہاں امن ہی امن نظر آتا ہے۔ نہ کبھی لڑائی، نہ کوئی جھگڑا، نہ کبھی کسی فرقہ کے خلاف منصوبہ بندی اور نہ کبھی توڑ پھوڑ کے منصوبے اور ہنگامہ آرائی اور جماعت احمدیہ کا یہ طرہ امتیاز اب ساری دنیا میں ایک امتیاز کے طور پر سامنے آچکا ہے اور دنیا میں بسنے والے جماعت احمدیہ کے مداح اور Well wishers اس بات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہتے کہ یہ پُر امن جماعت ہے۔ ہمارے جلسہ ہائے سالانہ پر سلوگن Love for all hatred for none کو اپنی تقاریر میں سراتے ہیں۔ ہمیں بعض ممالک میں تکالیف اور مشکلات کا بھی سامنا رہتا ہے مگر ہم ان تمام تکالیف کو بطیب خاطر قبول کرتے اور امن کو فروغ دیتے ہیں۔

یہ دراصل اس عظیم انعام خداوندی کی بدولت ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے خلافت کے نام سے ہمیں عطا فرما رکھا ہے۔ دربار خلافت یا خلافت کے پلیٹ فارم سے گزشتہ سو صدی سے امن و آشتی کے پیغامات مل رہے ہیں۔ ”گالیاں سن کے دعا دوا کے دکھ آرام دو“ کی تعلیم ہمارے دلوں میں راسخ ہو رہی ہے اور ہم نے یہ مسلسل دیکھا کہ ان تکالیف کے باوجود ہم پُر سکون زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کی سکینت نازل ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحیمیت ہمیں ڈھانپنے رکھتی ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں، خلافت اور خلافت کے پروں تلے محفوظ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم پر فرشتے سایہ فگن ہوتے ہیں اور ہم ان کی حفاظت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

سامعین! میں آپ کو دوبارہ اصل موضوع یعنی مساجد کی اہمیت اور برکات کی طرف لے کر جانا چاہتا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ”کفارات“ کی تشریح میں فرمایا کہ

1- نماز باجماعت کے لئے چل کر مسجد جانا

2- نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ کر ذکر الہی کرنا

3- اور ناپسندیدگی کے باوجود مکمل وضو کرنا

جہاں تک مسجد کی طرف پیدل چل کر آنے کا تعلق ہے تو اس کا بھی بہت ثواب ہے۔ مسجد کی طرف ایک قدم اٹھانے سے ایک نیکی اس کے حق میں لکھی جاتی ہے اور اگلا قدم اٹھانے سے ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔

(مسلم باب المشی الی الصلوٰۃ)

مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنا بھی ثواب کے زمرہ میں آتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اذان اور اقامہ کے دوران دعا رد نہیں ہوتی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور مبارک تھا کہ نماز کے اختتام پر آپ تسبیحات کیا کرتے تھے۔ بالخصوص سبحان اللہ 33 بار، الحمد للہ 33 بار، اللہ اکبر 34 بار۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی نماز باجماعت کی ادائیگی کے بعد بہت اہتمام کے ساتھ سنت نبویؐ کی پیروی میں تسبیحات مکمل فرماتے ہیں۔ ہم میں سے ہر ایک کو اس سنت کو اپنانا چاہیے۔

ایک دفعہ غریب صحابہ کو یہ نسخہ کیمیا بتاتے ہوئے فرمایا کہ ایسا کرنے سے آپ کو بھی امیر صحابہ جیسے افعال کا ثواب ملے گا۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب التحباب الذکر)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے۔ جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑگئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور ہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنادینی چاہیے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض اللہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجد مریض اور کچی عمارت کی ہو۔ بلکہ صرف زمین روک لینی چاہیے اور وہاں مسجد کی حد بندی کر دینی چاہیے اور بانس وغیرہ کا کوئی چھپر وغیرہ ڈال دو کہ بارش وغیرہ سے آرام ہو۔ خدا تعالیٰ تکلفات کو پسند نہیں کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چند کھجوروں کی شاخیں ہی تھی اور اسی طرح چلی آئی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے اس لیے کہ ان کو عمارت کا شوق تھا۔ اپنے زمانہ میں اسے پختہ بنوایا۔ مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ حضرت سلیمانؑ اور عثمانؓ کا قافیہ خوب ملتا ہے۔ شاید اسی مناسبت سے ان کو ان باتوں کا شوق تھا۔ غرضیکہ جماعت کی اپنی مسجد ہونی چاہیے جس میں اپنی جماعت کا امام ہو اور وعظ وغیرہ کرے اور جماعت کے لوگوں کو چاہیے کہ سب مل کر اسی مسجد میں نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے۔ پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے اور یہ وقت ہے کہ اس وقت اتحاد اور اتفاق کو بہت ترقی دینی چاہیے اور ادنیٰ ادنیٰ باتوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے جو کہ پھوٹ کا باعث ہوتی ہیں۔“

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 93)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مساجد کی اہمیت، ضرورت اور برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ہر مسجد جو ہم تعمیر کرتے ہیں اس بات کا اعلان کرتی ہے کہ اس مسجد میں آنے والے کا دل ہر قسم کے ظلموں اور حقوق غصب کرنے کے خیالات سے پاک ہے۔ یہ ہماری مساجد اس بات کا نشان اور مرکز ہیں کہ یہاں آنے والے دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے والے ہیں اور ان حقوق کی ادائیگی کے لئے قربانی کرنے کے لئے جہاں اپنوں کے لئے ان کے دل رحم کے جذبات سے پُر ہیں وہاں دشمن کی دشمنی بھی انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے حق کی ادائیگی سے نہیں روکتی۔ یہ مساجد جو ہم تعمیر کرتے ہیں یہ اس بات کا اعلان ہیں کہ مذہبی آزادی کا سب سے بڑا علمبردار اسلام ہے اور اس کے اظہار کے لئے ہماری مسجدوں کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے ہیں۔ ہر شخص جو خدا کی عبادت کرتا ہے اسے مسجد میں عبادت کرنے میں کوئی روک نہیں۔ قطع نظر اس کے کہ وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ ہماری مساجد اور اس میں آنے والا ہر احمدی اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ قرآنی تعلیم کے مطابق ہر حقیقی مسلمان پر تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی ذمہ داری ہے

اور فرض ہے اور اس ذمہ داری کا ادا کرنا اس کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا اپنی مسجد کی حفاظت کرنا۔ ہماری مساجد ہمیں اس طرف بھی توجہ دلاتی ہیں کہ مومن کے ایمان کا حصہ ملک سے وفاداری بھی ہے۔ ایک مومن اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے ملک و قوم کا وفادار نہ ہو۔“

آپ نے مزید فرمایا: میں نے شروع میں جو آیت (سورہ توبہ آیت 18) تلاوت کی تھی اس میں بھی خدا تعالیٰ نے مسجدوں کو آباد کرنے والوں کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ اس آیت کی وسعت خانہ کعبہ سے نکل کر ہر اس مسجد تک پھیلتی چلی جاتی ہے جو ان خصوصیات کے حامل لوگوں سے آباد ہوتی ہے جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔ جو ایمان لانے والوں میں شامل ہیں۔ ان مومنوں میں شامل ہیں جن کے ایمان کے معیار اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمائے ہیں۔ فرمایا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ۔ یعنی مومنوں کی محبت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے۔ کوئی دوسری دنیاوی محبت ان پر غالب نہیں ہوتی۔ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ نہیں ہوتا کہ دنیاوی مفاد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت کو بھول جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کے احکام پر عمل کیا جائے۔ یہ تقاضا کرتی ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ یہ نہیں کہ اپنے کام کے بہانے کر کے نمازوں کو انسان بھول جائے۔ مالی مفاد کا فائدہ اٹھانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لے۔ یہ کام کرتے وقت انسان کو سوچنا چاہئے کہ میری محبت خدا تعالیٰ سے زیادہ ہے یا دنیاوی مفادات سے؟ اگر دنیاوی چیزیں اللہ تعالیٰ کے حکموں سے دُور لے جا رہی ہیں تو دنیا کی محبت غالب آرہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں: ”جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی غیوری محبت ذاتیہ میں کسی مومن کی اس کے غیر سے شراکت نہیں چاہتی۔ ایمان جو ہمیں سب سے پیارا ہے۔ وہ اسی بات سے محفوظ رہ سکتا ہے کہ ہم محبت میں دوسرے کو اس سے شریک نہ کریں۔“

(الفضل آن لائن (مساجد نمبر) 22/ دسمبر 2022ء صفحہ 7)

معزز سامعین! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متعلق فرمایا ہے کہ مجھے ایسی فضیلتیں دی گئیں ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ اُن فضیلتوں میں سے ایک فضیلت یہ بیان فرمائی کہ جُعِلَتْ لِي الْأَذْوُسُ مَسْجِدًا وَطَهْرًا فَأَيُّهَا الَّذِي أَدْرَكَ الرَّجُلَ مِنْ أُمَّتِي الصَّلَاةَ يُصَلِّهِ كَسَارَى زَيْمِنَ مِيرَةَ لِنَسْجِدِ طَهْرًا كَأَذْوُسِ بِنَادِي كُنِي هِيَ۔ جہاں بھی میری امت کے کسی آدمی پر نماز کا وقت آئے وہ وہاں نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ دوسرے مذاہب والوں کو عبادت کرنے کے لئے عبادت خانے میں جانا پڑتا ہے۔

مسجد ایسی سجدہ گاہ کو کہتے ہیں جو مسلمانوں کی عبادت گاہ کے طور پر خاص شکل دے کر بنائی گئی ہو۔ جس میں امام کے امامت کروانے کے لئے محراب ہو اور صحن والے حصہ کی طرف چھت کے ساتھ جڑے مینارے ہوں اور بعض مساجد میں چھت میں خوبصورت Doom بھی بنائے جاتے ہیں اور طُھُور، طُھُور سے نکلا ہے جس کے معنی انتہائی پاک و صاف جگہ جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاسکتی ہو۔

ہر مذہب اور فرقوں نے اپنے اپنے خداؤں کی عبادت بجالانے کے لئے عبادت خانے بنائے اور اُن کے نام دے رکھے ہیں۔ جیسے عیسائیوں کی عبادت گاہوں کو گرجا، ہندوؤں کی عبادت گاہوں کو مندر، سکھوں کی عبادت گاہوں کو گوردوارہ کہا جاتا ہے۔ یہودی اپنی عبادت گاہوں کو سیناگوگ (Synagogue) کہتے ہیں۔ یہ تمام مذاہب والے عموماً انہی عبادت گاہوں پر مخصوص دنوں اور وقت پر اکٹھے ہو کر عبادت کرتے ہیں۔ جبکہ مسلمانوں نے بھی دنیا بھر میں بہت ہی خوبصورت مساجد اور بیوت بنا رکھی ہیں اور اسلام کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مساجد بنانے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا بَنَى اللَّهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

(بخاری)

کہ جس کس نے اللہ کے لئے مسجد بنائی اللہ نے اُس کے لئے جنت میں گھر بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء پر یہ فضیلت دے دی ہے کہ دنیا کی تمام زمین مسلمانوں کے لئے مسجد بنا دی گئی ہے۔ پاک و صاف بنا دی گئی ہے وہ جہاں اور جب چاہے نماز پڑھ لے۔ مسلمانوں کو اگر وضو کے لئے پانی نہ ملے تو اسی زمین کی مٹی اُن کے لئے پانی کا موجب بن جاتی ہے اور نماز کے لئے انہیں پاک کر دیتی ہے کیونکہ وہ اس مٹی پر مسح کر کے اسی مٹی پر نماز پڑھ لیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بھی مسلمان کو جہاں بھی نماز ملے تو وہ اُسے اسی جگہ ادا کرے کیونکہ تمام جگہیں پاک و صاف بنائی گئی ہیں۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو امریکہ کی سرزمین پر بطور مبلغ بھجوا یا گیا تو کچھ عرصہ کے بعد قوانین کے مطابق جماعت احمدیہ کو حکومتی کاغذات میں رجسٹرڈ کروانے کی ضرورت پیش آئی تو رجسٹریشن کے وقت حکومتی کارندوں نے آپ سے کوئی ٹریڈ مارک بھی طلب کیا تو آپ نے یہی کہا کہ ہمارا ٹریڈ مارک نماز ہے جہاں بھی اور جب بھی نماز کا وقت آئے گا ہم وہاں ہی اُسے ادا کریں گے۔

سامعین ہمارے پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عید الاضحیٰ 2025ء کے موقع پر خطبہ عید میں بھی پاکستان کے احمدیوں کو توجہ دلائی ہے کہ اگر دشمن اسلام آپ کو نمازیں پڑھنے سے روکتا ہے تو اپنے گھروں میں نمازیں ادا کر لو۔ یوں کئی اور برکتوں کو بھی سمیٹنے کا موقع ملتا ہے۔ نمازیں پڑھنے سے برکتوں اور نور کا جو انتشار ہوتا ہے وہ پہلے مسجدوں اور چند دیگر جگہوں تک محدود تھا۔ اب گھر گھر، محلہ محلہ، قریہ قریہ کو بہ کو اور ڈیرہ بہ ڈیرہ جب نمازیں ادا ہوں گی تو تمام زمین نور کے انتشار سے بھر دی جائے گی چنانچہ جو چراغ آج سے 137 سال قبل قادیان میں مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک کی صورت میں روشن ہوا تھا وہ اب ملک ملک، شہر شہر، قریہ قریہ اور گلی گلی میں ہزاروں مساجد کی تعمیر سے پھیلنے لگا ہے اور بیسیوں ایسے جزائر اور ملک ہیں جہاں سب سے پہلے جماعت احمدیہ کو مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ الحمد للہ اور دوسری برکت یہ مل رہی ہو گی کہ ہمیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک و مقدس صحابہ سے ملا دیا گیا ہے۔ کفار مکہ اور دشمنان اسلام نے صحابہ کو سرعام نمازیں پڑھنے سے روکا تھا وہ چھپ چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے اور آج مولویوں کے کفار مکہ سے ملتے اعمال کے پیش نظر انہیں ابو جہل جیسے دشمن سے ملا دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے یہ الفاظ کیا کمال سے پورے ہو رہے ہیں۔

مبارک	وہ	جو	اب	ایمان	لایا
صحابہ	سے	ملا	جب	مجھ	کو پایا
وہی	تھے	ان	کو	ساقی	نے پلا دی
فسبحان	الذی	اختری	الاعادی		

سامعین! حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے اس کی تشریح میں ایک لطیف نکتہ یوں بیان فرمایا ہے کہ ”دوسری خصوصیت آپ کی یہ ہے کہ آپ کے لئے ساری زمین مسجد بنا دی گئی جس کے نتیجے میں ایک مسلمان جہاں بھی اُسے نماز کا وقت آجائے اپنی نماز ادا کر سکتا ہے اور دوسری قوموں کی طرح اُسے کسی خاص جگہ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔ یہ اس لئے ضروری تھا تاکہ مسلمانوں کے وسیع مجاہدانہ پروگرام میں سہولت پیدا کی جائے۔ اسی طرح آپ کے لئے زمین طہارت کا ذریعہ بھی بنا دی گئی جس کا ادنیٰ پہلو یہ ہے کہ اگر پانی نہ ملے تو ایک مسلمان وضو کی جگہ پاک مٹی کے ساتھ تیمم کر کے نماز ادا کر سکتا ہے اور یہ پانی اور مٹی کا جوڑ حضرت آدمؑ کی خلقت کے پیش نظر رکھا گیا ہے جنہیں قرآنی محاورہ کے مطابق گیلی مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔“

(چالیس جواہر پارے صفحہ 23-24)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ویٹکوریوور کینیڈا کی مسجد کے سنگ بنیاد کے موقع پر فرمایا۔ ”ہم اس زمانے کے ابراہیم کو مان کر ہر قسم کے شرک سے بے زاری کا اظہار کرنے کا نعرہ لگاتے ہیں۔ لیکن مثلاً نمازوں کے اوقات ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بُت اور خدا، نوکری کے، کاروبار کے، سستیوں کے ہم نے بنائے ہوئے ہیں ان کے پونجے سے نکلنا نہیں چاہتے۔ یا اس طرح نکلنے کی کوشش نہیں کرتے جس طرح کوشش کرنی چاہئے۔ صرف منہ سے یہ کہہ دینا کہ اے اللہ! ہمیں مقام ابراہیم پر فائز کر دے، کوئی فائدہ نہیں دے گا جب تک کہ وہ محبت اپنے دل میں پیدا نہ کریں جو ابراہیم علیہ السلام کو اپنے خدا سے تھی۔ جب تک ہم اپنے آپ کو مکمل طور پر خدا تعالیٰ کے احکامات کے سپرد نہ کر دیں۔ جب تک ہم اپنے تمام معاملات خدا پر نہ چھوڑ دیں اور عبادتوں کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کے ساتھ ساتھ جھوٹی اناؤں کو نہ چھوڑ دیں۔ جب تک ہم اپنے خاندانوں اور برادری کی بڑائی کے تکبر سے باہر نہ نکلیں۔ جب تک ہم اس چکر میں رہیں گے کہ میں سید ہوں یا مغل ہوں یا پٹھان ہوں یا جاٹ ہوں یا آرائیں ہوں، ان لفظوں سے جب تک باہر نہیں نکلیں گے جب تک ہم اپنے معیار اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق تقویٰ کو نہ بنالیں کوئی فائدہ نہیں۔ تو جب ہم یہ ساری چیزیں کر لیں گے تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم مقام ابراہیم پر قدم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس مقام پر قدم رکھتے ہوئے اپنے تمام معاملات خدا تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں۔ تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم وفاداروں میں ہیں اور اس زمانے کے ابراہیم سے جو عہد بیعت ہم نے باندھا ہے اس کو پورا کرنے والے ہیں۔ پس جب ہم یہ معیار حاصل کر لیں گے یا حاصل

کرنے کی کوشش کریں گے تو تب ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیاروں میں شامل سمجھے جائیں گے۔ اگر نہیں، تو پھر ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درختِ وجود کی سرسبز شاخیں نہیں سمجھے جاسکتے بلکہ ایک سوکھی ٹہنی کی طرح جس کو کوئی بھی باغبان برداشت نہیں کرتا، کاٹ کر پھینک دیئے جائیں گے کیونکہ ہم اس مقام کی پیروی نہیں کر رہے، اس مقام پر کھڑے نہیں ہو رہے جس مقام پر کھڑے ہونے کا امت محمدیہ کو حکم دیا گیا ہے۔ پس اس زمانے کے ابراہیم کومان کر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق اور غلام صادق بھی ہے ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی۔ اپنے دلوں میں ابراہیمی صفات پیدا کرنی ہوں گی۔ اپنے عملوں کو بھی، اپنی عبادتوں کو بھی اس تعلیم کے مطابق ڈھالنا ہو گا جس کا ہمیں خدا نے حکم دیا ہے۔ اپنی مساجد سے خدا کی وحدانیت کے نعروں کے ساتھ ساتھ پیار اور محبت اور اُلفت کے نعرے بھی لگانے ہوں گے تاکہ مقام ابراہیم پر کھڑا ہونے والے کہلا سکیں۔ ورنہ یہ بیعت کے دعوے کھوکھلے دعوے ہیں۔ عبادتوں کے یہ معیار قائم کئے بغیر اور عملوں کے یہ معیار قائم کئے بغیر ہم بھی وہیں کھڑے ہوں گے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق آج وہ مسلمان کھڑے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا۔ جن کی مساجد بظاہر نماز پڑھنے والوں سے پُر لگتی ہیں، بھری ہوئی لگتی ہیں لیکن وہاں نفرتوں کے نعروں اور ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ وہاں جس ٹلاں کے قبضے میں منبر ہے وہ ہر دوسرے فرقے کے خلاف گالیاں بکنے کے علاوہ کچھ نہیں کہتا۔ جہاں جانے والے بعض شرفاء یہ کہہ کر اٹھ کر آجاتے ہیں کہ مولانا! ہم اسلام سیکھنے کے لئے آئے تھے گالیاں اور مغالطات سننے کے لئے نہیں آئے۔ تو بہر حال اس زمانے میں جب مسیح و مہدی کا ظہور ہو چکا ہے ان نام نہاد علماء نے اس کو نہ مان کر یہی کچھ کرنا تھا کیونکہ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی جس کا ایک حدیث میں اس طرح ذکر آتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہ رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانے کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور انہیں میں لوٹ جائیں گے۔“

(مشکوٰۃ البصایح کتاب العلم الفصل الثالث روایت نمبر 276)

لیکن آپ لوگ جو ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان چکے ہیں واپس اس غار کی طرف نہ جائیں جہاں گہرے اندھیرے ہیں۔ بلکہ نیکیوں پر قائم ہوتے ہوئے مسجدوں کو بھلائی، خیر اور روشنی کے مینار بنائیں۔ ایک حدیث میں آتا ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو ہماری اس مسجد میں اس نیت سے داخل ہو گا کہ بھلائی کی بات سیکھے یا بھلائی کی بات جانے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہو گا اور جو مسجد میں کسی اور نیت سے آئے تو وہ اس شخص کی طرح ہو گا جو کسی ایسی چیز کو دیکھتا ہے جو اس کو حاصل نہیں ہو سکتی۔“

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 350 مطبوعہ بیروت)

اس کا مسجد میں آنا بے فائدہ ہے۔ کیونکہ مومنوں کی مساجد منافقین کے لئے، فتنہ پیدا کرنے والوں کے لئے نہیں ہوتیں۔ اللہ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک مسجد میں اس نیت سے داخل ہونے والا ہو کہ ایک خدا کی عبادت کرنی ہے اور بھلائی سیکھنی ہے اور پھر اس سیکھی ہوئی بھلائی کی بات پر خود بھی عمل کرنا ہے اور آگے بھی پھیلا نا ہے۔ ہماری نیتیں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہوں تاکہ ان لوگوں میں شامل ہوں جو جہاد کا ثواب لینے والے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی باتیں اور رنجشیں بھلائی اور خیر سے محروم کرنے والی نہ ہوں۔ ہمارا مسجدوں میں آنا ہمارے ماحول کے لئے خیر و برکات کا باعث ہو۔ نہ کہ دکھ اور تکلیف کا۔

پس جب اس نیت سے ہر کوئی کوشش کر رہا ہو گا تو یہ کوششیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک یقیناً مقبول ہوں گی اور جہاں یہ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنائیں گی وہاں یہ ماحول میں محبتیں بھی بکھیر رہی ہوں گی۔ جماعت احمدیہ کی مساجد تو بہر حال بھلائی پھیلانے والی اور خیر پھیلانے والی ہیں۔ اس لئے ہر ایک کو یہاں آنا بھی اسی نیت سے چاہئے۔ اگر کوئی فتنہ و فساد کی نیت سے آئے گا تو اس کو کامیابی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہر احمدی کو اس لحاظ سے بھی اپنے ماحول کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ کبھی کوئی شر جماعت کے اندر یا مساجد میں کامیاب نہ ہو۔ ہر احمدی کو بھلائی اور خیر کی تعلیم کو ہی ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کیونکہ یہی چیز ہے جس نے اسلام کی صحیح تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا کردار ادا کرنا ہے، بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھانا ہے۔ یہ تعلیم پھیلانے میں مساجد ایک بہت بڑا کردار ادا کرتی ہیں۔ ہمیں اپنے عمل سے ثابت کرنا ہو گا کہ ہماری مساجد امن کا نشان ہیں، اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے قریب لانے کی ضامن ہیں۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نمازوں کو جو اس کا حق ہے اس طرح ادا کرو۔ مردوں کے لئے نمازوں کا یہ حق ہے کہ پانچ وقت مسجد میں جا کے باجماعت ادا کی جائیں۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ اس زمانے میں یہ ادا کرنی مشکل ہیں، ہر جگہ مسجد نہیں ہوتی۔ مسجد نہیں ہوتی تو کوئی نہ کوئی جگہ تو ہوتی ہے۔ مسلمان کے لئے تو ساری زمین ہی مسجد بنائی گئی ہے۔ کام کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت کام چھوڑنا بڑا مشکل کام ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کو پتہ نہیں تھا کہ ایسا زمانہ آنے والا ہے جس میں ملازم پیشہ کو اور کاروباری لوگوں کو کام بہت زیادہ کرنا پڑے گا اور لوگوں کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ تو غیب کا علم جانتا ہے اس کے تو علم میں ہے کہ کل کیا ہونے والا ہے اور سو سال کے بعد کیا ہونے والا ہے اور ہزار سال کے بعد کیا ہونے والا ہے۔ اور اس کے بعد کیا ہونا ہے اور کیسا زمانہ آنا ہے لیکن اس کے باوجود فرمایا کہ نمازوں کی طرف توجہ کرو گے تو نیکیوں پر قدم مارنے والے کہلاؤ گے، نیکیوں پر چلنے والے کہلاؤ گے۔ ورنہ مسیح و مہدی کو ماننے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرنے کے باوجود کہ ہم نے زمانے کے امام کو مان لیا ہے، نیکیاں قائم کرنے والے اور نیکیوں پر عمل کرنے والے نہیں ہو گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو بڑا واضح حکم دیا ہے کہ نمازوں کو قائم کرو۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ **وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاطِيعُوا الرِّسَالَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ** (النور: 57)۔ نماز قائم کرو۔ اس کو مسجد میں جا کر ادا کرو۔ نمازیں وقت پہ اور باجماعت ادا کرو گے تو پھر تم پر رحم کیا جائے گا۔ ورنہ نہ تم رحم کی توقع رکھو اور نہ ہی تمہارا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ ہم نیکیوں پر قائم ہیں۔ کیونکہ نیکی پر چلنے والے، نیکی میں بڑھنے والے اس وقت کہلاؤ گے جب وقت پر نماز ادا کر رہے ہو گے، کیونکہ وقت پر نماز ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے **إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا** (النساء: 104) نماز یقیناً مومنوں پر وقت پر ادا کرنا فرض ہے۔ تو نیکی یہی ہے کہ ایک تو نمازیں باجماعت ادا کی جائیں، دوسرے وقت پر ادا کی جائیں۔ اگر دنیا کی چکاچوند، کام کی مصروفیت، پیسے کمانے کا لالچ نمازوں سے روکتا ہے تو یہ نیکی نہیں ہے۔ اس لئے اپنی فکر کرو۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 ستمبر 2004ء)

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی مسجد اور نماز سے بہت محبت تھی۔ آپ نے اس محبت کا اظہار ”الْمَسْجِدُ مَكَانِي“ کے الفاظ میں فرمایا ہے یعنی مسجد میرا مکان ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 53)

اس عبارت میں حضرت مسیح موعود نے مسجد کو اپنی رہائش کی جگہ، رہنے کی جگہ قرار دیا ہے۔ مکان، مسکن اور گھر کو بوتے ہیں۔ جہاں انسان سکون اور سکینت محسوس کرتا ہے۔ وہ جگہ جو آسمانی اور زمینی و ناگہانی آفات سے بچاؤ کا ذریعہ ہوتی ہے۔ جہاں انسان دھوپ، بارش اور آندھیوں الغرض موسم کی حدت اور شدت سے اپنے آپ کو محفوظ پاتا اور شور شرابے سے بچاؤ کی ایک پناہ گاہ تصور کرتا ہے۔ گھر کی یہ تمام صفات حضرت مسیح موعود مسجد میں محسوس کرتے تھے اسی لئے آپ نے مسجد کو اپنا گھر قرار دیا۔ اس میں ایک اور لطیف مضمون حضرت مسیح موعود کا مسجد سے پیار اور لگاؤ کا بیان ہوا ہے۔ جس کو آپ کا عشق الہی کا مضمون بھی کہا جاسکتا ہے۔ ویسے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیائے کرام سے منفرد صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ آپ اور آپ کے ماننے والوں کے لئے **جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا** کے الفاظ میں دنیا میں پھیلی ساری زمین کو مسجد قرار دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا اور اپنی جماعت کا شناختی نشان نماز کو قرار دیا ہے۔ (ظہور احمد موعود صفحہ 55) اور فرمایا کہ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 48)۔ حضرت مسیح موعود کی ابتدائی زندگی پر جب ہم نگاہ ڈالتے ہیں تو آپ کی دلچسپیوں کا واحد محور اور مرکز نماز کو پاتے ہیں۔ دعویٰ ماموریت کے بعد تو آپ نے قیام نماز اور عبودیت الہی کے بے مثال نمونے دکھائے۔ آپ کے والد محترم مرزا غلام مرتضیٰ صاحب اکثر کہا کرتے تھے کہ میرا یہ بیٹا (حضور علیہ السلام کی طرف اشارہ ہے) مسیتڑ ہے، نہ نوکری کرتا ہے، نہ کماتا ہے اور پھر وہ ہنس کر کہتے کہ چلو! تمہیں کسی مسجد میں امام مقرر کروادیتا ہوں۔ دس من دانے تو گھر میں کھانے کو آجایا کریں گے۔

(تذکرۃ المہدی صفحہ 299-300 از پیر سراج الحق نعمانی)

پھر فرماتے ہیں:

دوسری شادی سے قبل حضور دن کو مسجد مبارک کے حجرہ میں اور رات کو مسجد مبارک کی چھت پر مقام فرمایا کرتے تھے اور یہ عاجز بھی اسی جگہ روز و شب رہا کرتا تھا۔ ان ہی ایام میں حضرت اقدس مسیح موعود اذان بھی خود ہی دیا کرتے تھے اور جماعت بھی آپ ہی کرایا کرتے تھے صرف دو تین مقتدی ہوا کرتے تھے۔

(سیرت مسیح موعود صفحہ 31)

ایک ہندو پنڈت دیوی رام جو 1875ء میں نائب مدرّس ہو کر قادیان آیا بیان کرتا ہے کہ مرزا صاحب ہندو مذہب اور عیسائی مذہب کی کتب اور اخبارات کا مطالعہ فرماتے رہتے تھے اور آپ کے ارد گرد کتابوں کا ڈھیر لگا رہتا تھا۔ انہیں دنیا کی اشیاء میں سے مذہب کے ساتھ محبت تھی۔ مرزا صاحب مسجد یا حجرہ میں رہتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 178 و 182)

سامعین! آپ کو سیر و تفریح کی عادت بھی تھی جس کا ذکر دعویٰ ماموریت کے بعد ملفوظات میں اکثر ملتا ہے مرد دعویٰ سے قبل آپ عموماً مسجد میں ہی ٹہلتے، تسبیح و تحمید اور ذکر الہی کرتے رہتے اور آپ کے ٹہلنے سے وہ جگہ دب جاتی۔

(سیرت مسیح موعود از شیخ یعقوب علی عرفانی صفحہ 69)

آپ کے ایک عزیز مرزا دین محمد صاحب ننگروال سے قریباً 1872ء میں قادیان آئے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے والد صاحب کے گھر بوجہ رشتہ داری آتا جاتا تھا۔ میں حضرت مرزا صاحب کی گوشہ نشینی کی وجہ سے یہی سمجھتا تھا کہ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا ایک ہی لڑکا غلام قادر ہے۔ مگر مسجد میں مرزا صاحب کو بھی دیکھتا... آپ مسجد میں فرض نماز ادا کرتے۔ سنتیں اور نوافل مکان پر ہی ادا کرتے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 120-121)

حضرت بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی بیان کرتے ہیں:

مسجد مبارک باوجود اپنی پہلی تنگی کے ہم پر فراخ رہا کرتی تھی۔ جس میں بارہا حضرت مسیح موعود تنہا نماز کے لئے تشریف لے آیا کرتے تھے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ باوجود انتظار کے جب اور کوئی نہ پہنچا تو حضور نے کسی کو بلوا کر اذان کہلوائی۔ بلکہ ایک مرتبہ مجھے یاد ہے کہ حضور نے خود ہی اذان دی حضور کی آواز گو ہلکی تھی مگر نہایت دلکش اور سرلی آواز تھی جس میں لحن داؤدی کی جھلک اور گویا نغصہ کا سماں بندھ رہا تھا۔

(اصحاب احمد جلد 9 صفحہ 193)

سامعین! حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان فرماتے ہیں۔ نمازوں کے اوقات کی پابندی کا آپ پورا خیال رکھتے تھے۔ پانچوں وقت کی نماز کے واسطے مسجد میں تشریف لاتے تھے مگر وضو ہمیشہ گھر میں کر کے مسجد جاتے تھے۔ جمعہ کے دن پہلی سنتیں بھی گھر میں پڑھ کر مسجد تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جب تک مسجد مبارک تیار نہیں ہوئی۔ آپ سب نمازوں کے واسطے بڑی مسجد اقصیٰ کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔

(روزنامہ الفضل 3 جنوری 1931ء)

حضرت میاں امام الدین صاحب سیکھوائی بیان کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت مسیح موعود مسجد مبارک میں نماز صبح کے وقت سے کچھ پہلے تشریف لے آئے ابھی کوئی روشنی نہ ہوئی تھی۔ اُس وقت آپ مسجد کے اندر اندھیرے میں ہی بیٹھے رہے۔ پھر جب ایک شخص نے آکر روشنی کی تو فرمانے لگے کہ دیکھو! روشنی کے آگے ظلمت کس طرح بھاگتی ہے۔

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 284)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ قدیم مسجد مبارک میں حضرت مسیح موعود نماز باجماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہو گئی یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصیٰ میں جمعہ اور عیدین کے موقع پر آپ صف اول میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 278)

حضرت مولوی عبدالرحمان صاحبؒ کپور تھلوی بیان کرتے ہیں کہ بیعت سے پہلے براہین احمدیہ کی تصنیف کے ایام میں حضور ظہر اور عصر کی نماز مسجد اقصیٰ میں اور مغرب اور عشاء کی نماز مسجد مبارک میں پڑھایا کرتے تھے۔

(رجسٹر روایات جلد 1 صفحہ 199)

حضرت عبدالستار شاہ صاحبؒ بیان کرتے ہیں کہ جب مسجد مبارک بنی تو حضور ہم چار آدمیوں کو نمازیں پڑھایا کرتے تھے۔

(رجسٹر روایات جلد 6 صفحہ 177)

حضرت میاں محمد خان صاحبؒ بیان کرتے ہیں کہ ابتداء میں حضرت صاحب مسجد مبارک میں خود نماز پڑھایا کرتے تھے ایک آدمی آپ کے دائیں طرف کھڑا ہوتا تھا اور پیچھے صرف چار پانچ مقتدی کھڑے ہو سکتے تھے۔

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 35)

بیت الدعا کی تعمیر

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ نے 13 مارچ 1903ء کو جمعہ کے بعد بیت الفکر کے ساتھ غربی جانب ایک مقدس کمرہ کی بنیاد رکھی جس کا نام ”مسجد البیت“ اور ”بیت الدعا“ تجویز فرمایا۔ (اصحاب احمد جلد اول صفحہ 115) حضورؑ نے ”مسجد البیت“ اور ”بیت الدعا“ کے بارے میں ایک دفعہ اپنے مخلص صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحبؒ سے فرمایا:

”ہم نے سوچا کہ عمر کا اعتبار نہیں۔ ستر سال کے قریب عمر سے گزر چکے ہیں۔ موت کا وقت مقرر نہیں خدا جانے کس وقت آجائے اور کام ہمارا ابھی بہت باقی ہے۔ ادھر قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی ہے۔ رہی سیف اس کے واسطے خدا تعالیٰ کا اذن اور منشاء نہیں۔ لہذا ہم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور اسی سے قوت پانے کے واسطے ایک الگ حجرہ بنایا اور خدا سے دعا کی کہ اس مسجد اور بیت الدعا کو امن اور سلامتی اور اعداء پر بذریعہ دلائل نیزہ اور براہین ساطعہ کے فتح کا گھر بنا دے۔“

(ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صفحہ 109)

حضورؑ نے باوجود بیماری اور خرابی صحت مسجد آکر باجماعت ادا کرنے کے حوالے سے اپنی کیفیت یوں بیان فرمائی:

”میرے سر کی حالت آج بھی اچھی نہیں چکر آ رہا ہے جب جماعت کا وقت آتا ہے تو اس وقت خیال گزرتا ہے کہ جب جماعت ہوگی اور میں شامل نہ ہوں گا اور افسوس ہوتا ہے اس لئے افقاں و خیراں چلا آتا ہوں۔“

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 212)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مساجد اور بیوٹ الذکر کے حقوق ادا کرنے والا بنائے۔ آمین

(کمپوزڈ: زاہد محمود)

